ڈاکٹر • رت ابی
صدر شعبہ اردو

اُردو مثنوی ''کتاب*· مہ'' کا تجز*یاتی مطالعہ

In the decade of 80s among those who excelled in the arena of poetry, criticism and research, one prominent name is of Dr. Arshad Mehmood Nashad. His book Kitab Nama is that kind of his poetic creation which reflects the importance and multiple qualities of a book in an impressive and attractive style and revives the tradition of love for book on the pattern of masnavi. In the article under review we have tried to explore the range of his poetic plus points collected in the form of Kitab Nama.

۸۰ کی دہائی میں جن تخلیق کاروں نے شاعری، تنقیدی اور تحقیق کے شعبوں میں *ضتِ فکروفن کی+ و)، خصوصی توجہ اور شہرت *پئی ہے ان میں ا یـ Ü یـ*· م ڈاکٹر ارشد محمود*· شاد کا بھی ہے۔ شعبۂ+ ریس سے وابستہ اِس تو*·) و لہجے کے حامل شاعر اور ا یـ*. ر یـ بین محقق نے یوں تو شعر وZ کی حامل مختلف اصناف کو اپنا مر/· نگاہ بنا کر خوش آئند تخلیقی جوہر دکھائے ہیں 1 شاعری کے میدان میں ان کا تخلیقی امتیاز الگ سے اپنی شنا· # مکمل کر*· ہے۔ ''کتاب*· مہ'' ان کی شاعرانہ خوبیوں کی حامل ا یـ ایسی شعری تخلیق ہے جس میں انہوں نے کتاب کی *. نی، کتاب ہی کے ہمہ ò فضائل کا بیان بہ*· ثیر+ از اور دل کش اسلوب میں Ü یں کیا ہے۔ انہوں نے نہا$ دل آ و*· طرزِ اظہار میں کتاب کی اہمیت اور افاد$ کے پہلو اجا/ کرتے ہوئے مثنوی کی طرز پر کتاب دوستی کی روا$ کو از سرِ نو+ ہ کرنے کی ا یـ کامیاب کوشش کی ہے۔ ز یـÃ مضمون میں ہم نے اُن کے ایسی شاعرانہ جوہر کے امکا*· ت تلاش کرنے کی سعی کی ہے جس کے عکس ''کتاب*· مہ'' کی صورت میں یکجا ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر ارشد محمود*· شاد کی تخلیق کردہ ز یـÃ مثنوی دیکھی تو یوں لگا گو* ڈاکٹر صا # بہ*. ن حال قار M ادب سے یہ کہہ رہے ہوں کہ

ع　　دوڑ پیچھے کی طرف اے/ دش*ِ ایام تو !

اس لیے کہ مثنوی جیسی شعری صنف جس نے قریباً ڈیڑھ صدی -- اُردو کے افق پر راج کیا۔ آج یہ صنف تغیرِ احوال وا* رکے*. (عنقا ہو چلی ہے۔ یہی حال 'شہر آشوب' 'داستان' گوئی اور 'قصیدے' کا ہے۔ ایسے میں مثنوی پر طبع آزمائی اور نہ صرف یہ کہ طبع آزمائی بلکہ بحرِ متقارب میں اس قدر سلا & و روانی اور غنائیت سے. تنا کہ طبع آزمائی، طبع زاد لگے' نہ صرف یہ کہ لائقِ تحسین ہے' بلکہ قابلِ تقلید بھی ہے۔

کتاب*· مہ دیکھتے ہی ذہن میں* یـ دوں کی*. رات امنڈ آتی ہے۔ ''افضل'' کی بکٹ کہانی، شیخ محبوب عالم کی ''محشر*· مہ''، ''مسائل ہندی'' اور ''درد*· مہ''، ایسی مذہبی موضوعات پر F کتب، جو مثنوی کی طرز پر ہی شمار کی جا سکتی ہیں اور یہی نہیں بلکہ میاں خوب محمد چشتی کی ''خوب ترنگ''، امین گوہروی کی ''یوسف زلیخا''، ''تولد*· مہ'' اور تمام* یـ دوں کی C یـ دW والی مثنوی ''کدم راؤ+ پدم راؤ'' مولفۂ فخر دین Ã می اور میراں

جی شمس العشاق کی ''خوش* مہ'' کا تصور ذہن میں* زہ ہو جا* ہے۔ مثنوی بطور صنف اردو کے قارM سے بہ* ن مومن یہ کہتے سنائی دیتی ہے:

کبھی ہم میں تم میں بھی چاہ تھی، کبھی ہم سے تم سے بھی راہ تھی
کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمہیں *ید ہو کہ نہ *ید ہو ۲

فکری پرواز ''مثنوی'' لکھنے والوں کی *یدوں سے معمور ہو جاتی ہے *گاہ ذہن میں: ائے سخن میر تقی میر، مثنوی نویس شاعر اشرف علی فغان عبدالحی* ں، قائم چا* پوری، پنڈت *یا شنکر نسیم اورK؟ کی مساعی کی *یدیں کروٹ لیتی ہیں اور تمام *یدوں کا اختتام میر حسن کی ''سحرالبیان'' پر ہو* ہے کہ جو مثنویوں میں اردو ادب میں ایسے جلوہ فگن ہے جیسے* روں کے جھرمٹ میں چا* ۔

ان تمام *یدوں کا ''کتاب* مہ'' کو بطور مثنوی دیکھنے سے تعلق بھی* لکل سامنے کی *ت ہے۔ ''کتاب* مہ'' کو اگر احیائے مثنوی کی *توفیق کاوش قرار دی جائے تو درست & ہوگا۔ ایک ایسی کاوش جو کسی نے بلاشبہ ایک صدی کے بعد کی ہے۔ اس سے قبل اگر اس ذیل میں کوئی مساعی ہیں تو وہ معروف البتہ نہیں ہیں۔ جو طبقہ مثنوی سے* آشنا ہے اس کی منا L قائم کرنے کے لیے منا & معلوم ہو* ہے کہ اس صنف کی مختصر* ریخ و* کیب کا اجمالی* کرہ بھی کر دیا جائے* کہ وہ ''کتاب* مہ'' سے کما حقہ حظ اٹھائے اور ممکنہ حد- اس کے مطالعے سے استفادہ بھی کر سکے۔

لفظ ''مثنوی'' عربی *ن سے اردو میں وارد ہوا ہے جس کا مادہ معنی یعنی دو ہیں۔ عربی میں واحد کے بعد. اہ را & جمع نہیں ہوتی بلکہ دو کی تعداد کو تثنیہ کا صیغہ احاطہ تحری وتقری ی میں لا* ہے۔ جیسے لفظ ''طفل'' واحد ہے جس کی جمع اطفال ہے۔ اس جمع کے پہلے تثنیہ ''طفلان'' ہوگی۔ ۳

اصطلاحاً مثنوی اُس مسلسلÄ کو کہا جا* ہے جس میں ہر دو مصرعوں کا جوڑا آپس میں ہم قافیہ و ردیف ہو* ہے۔ لہٰذا دو مصرعوں پر مشتمل ہر شعر کی حیثیت ایک اکائی کی سی ہوتی ہے۔ چوè ہر شعر میں یعنی کہC دی اکائی میں ہم قافیہ و ردیف مصرعوں کی* پابندی کے سوا اس میں کوئی اور شرط نہیں ہوتی۔ اس لیے اس میں اظہارِ بیاں دV اصناف مثلاً غزل، قصیدہ او* پابندÄ کے مقابلے میں بہت سہل ہو* ہے۔

مثنوی میں مز+ وسعت دV اصنافÄ کے. عکسیہ بھی ہے کہ اس میں نہ تو کسی بحر کی* پابندی لازم ہے اور نہ موضوع کی قید روا رکھی جاتی ہے۔ موضوع کی قید نہ ہو* تو اس درجے کی آزادی ہے کہ جو کئی اصنافZ میں بھی د7یب نہیں ہے۔ لہٰذا عشقیہ، مذہبی، صوفیانہ، رزمیہ، بزمیہ۔ ہر قسم کی مثنو*یں لکھی گئی ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی ایک مثنوی میں کئی موضوعات کا احاطہ کیا جائے۔ البتہ اس کی مثالیں شاذ ہیں۔

مثنوی کے موضوعات اگر چہ متنوع ہوتے ہیں اور ان میں سے بعض مذہبی مثنو*یں اصلاح کے ذیل میں بھی ملتی ہیں* ہم ''کتاب *مہ'' اردو میں اپنی نوع کی واحد مثنوی ہے جس کا موضوع ''کتاب'' جیسی صنف ہے جو اشیا میں شمار کی جاسکتی ہے۔ قبل ازیں اس قسم کے موضوعات کوÄ میں تو*Hی ہے لیکن مثنوی کا دامن اس *ب میں تقریباً خالی رہا ہے۔ کتاب کی کہانی، خود اس کی *نی، یہ طرز آپZ کی نگارش کی مغربی، جا*پانی اور +ی عربی *کیب ہے اور ''کتاب* مہ'' میں ارشد محمو* شاد نے اسے مثنوی ایسی کلاQ صنف میں. ت کر جمع بین الاقدار سے جو حسن پیدا کیا ہے، وہ نوعیت کے اعتبار سے بجائے خود نہ صرف یہ کہ منفرد ہے، بلکہ* معنی بھی ہے۔ ڈاکٹر معین الدین عقیل کا یہ کہنا درست & ہے کہ ''کتاب* مہ خود مثنوی کو آج کے دور میں ایک حیات* زہ دینے کی دل نشیں کوشش ہے۔'' ۴

کتاب* مہ کے آغاز میں جو مدحیہ اور نعتیہ اشعار ہیں وہ مسلمانمثنوی نویسیوں کا عمدہ تتبع ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مکمل حمد* ری

تعالیٰ اورÆE رسول مقبولؐ کی حیثیت سے بھی پیش کیے جا h+ ہیں۔اشعار کا اسلوب اَ چہ مثنوی کے مخصوص رنـ- میں ڈھلا ہوا ہے:- ہم ا ِ- مکمل حمد وÆE کی دv خوبیاں مذکورہ اشعار میں+ رجہ اتم ہو+ اہیں۔

مثنوی کا. قاعدہ آغاز مندرجہ ذیل شعر سے ہو:- ہے

پلا ساقیا پھر مئے لالہ فام
کہ رنگین ہو جائے حُسنِ کلام ۵

مذکورہ شعر میں بیک وقت علامہ اقبال اور میر حسن کا اسلوب یکجا دکھائی دیتا ہے۔مصرعِ اولیٰ پڑھ کر اقبال کا

لا پھر اک *.ر وہی *.دہ و جام اے ساقی ۶

اور مصرع:- نی میں میر حسن کی تعلّی کا یہ+ از کہ

نہیں مثنوی یہ ہے سحر البیان
رہے گا جہاں میں مرا اس سے *.م ۷

اپنی مثال آپ ہے اور ارشد محمود:- شاد کے یہاں یہ حالات حاضرہ کے تناظر میں اپنی ارتقائی سفر کو عہدِ حاضر کے مطابق پیش کر رہا ہے۔اسی طرح . # وہ 'کتاب' کو ابتدائے تمدّنِ Kl نی سے سفر کر:- ہوا بیان کرتے ہیں تو ان کی فکری پرواز کی وسعت سامنے آتی ہے کہ کتاب کا سفر: اسے شروع کرتے ہیں۔

مجھے & سے اوّل : ا نے لکھا
میں کلکِ صنا (کا ہوں معجزا ۸

لفظ: اکی جگہ اللہ:- دہ منا & ہے:- ہم غالباً ضرورتِ شعری اور محاورہ مدّÂ رکھ کر: الکھاHِ ہے۔بعدازاں آسمانی کتب اور رسولوں کی شریعت کی نگہبان کے طور پر کتاب کا الہامی مذاہب کے حوالے سے ذکر آ:- ہے اور علی الترMِ نیچری مذاہب کی کتب مقدسہ کا بھی+ کرہ احاطہ تحریر میں لا:Hِ ہے۔مذکورہ:. ب کا اس شعر پر اختتام کرتے ہیں:

میں حسنِ حقیقت کی اXد ہوں
میں سارے زمانوں کی استاد ہوں ۹

اس کے بعد کتاب کی عظمت اور Kl M کے کتاب سے رشتۂ استوار ر p کے:. (عروج کی کہانی کا بیان ہے۔کتاب کا ارتقائی سفر اور ہڈیوں، چھالوں اور کھالوں پر لکھے جانے والے قدیم مخطوطات کا ذکر آ:- ہے۔علی الترMِ خطاطی کے مختلف+ از بھی بتائے گئے ہیں جن سے کتب نویسی کا فن پروان% چڑھتاHِ اور قارM کے لیے کتاب کو مزیّن کرتے رہنے کا CLِ رہا۔اسی ذیل میں کتاب کی جلد سازی اور مرuِ اَ ی کے تناظر میں کیے جانے والے تجر.ت کا+ کرہ بھی شاملِ اشعار کیاHِ ہے۔کتاب سے رشتہ جوڑنے کی وجہ سے Kl نی بستیاں . # گنجینۂ علم و عرفان کا امتیاز کہلا N ،مراکزِ علمی کی حیثیت سے شہرت:- پتی رہیں اور اعلیٰ علوم و معارف کی اشا (و- وتیج کے جو سلسلے جاری رہے اور فیوض و. کات عام ہوN اس & داستان کو اجمالاً شعری روپ میں بہت فصا # سے سمیٹاHِ ہے۔کتاب *.مہ کے حوالے سے معروف دانش ور اور استاد ڈاکٹر معین Â می رقم طراز ہیں:

''ارشد محمودؔ شادکی ا انگیز طبع زاد اُردو مثنوی ''کتاب نامہ'' اپنی فکری ،زہ کاری اور فنی خوش ادائی کے اعتبار سے معاصر اُردو شاعری کے افق پر بلاشبہ ایک سُہانا f ع ہے۔ شاعر نے رواں اور دل کش پیرائے میں کتاب کی زبانی کتاب کی ò در ò سرگذ Ä& کی ہے۔ اس میں بڑی ہنر وری سے کتاب اور تشکیلِ کتاب کی تاریخ کے اہم ¤یں پیش کی گئی ہیں اور کتاب خوانی و کتاب دوستی کی روبہ z طِ تہذ$ کو فکرواحساس کے %اج اُس مایہ کے توسط سے ایک مضبوط سہارا فراہم کرنے کی سعیِ جمیل کی گئی ہے۔ دُ* کی مختلف ثروت مند زبانوں کی طرح اُردو میں بھی کتاب کے موضوع پر کچھ اچھی شاعری موجود ہے1 ''کتاب نامہ'' جیسی جیتی جاگتی Ä اس ذخیرے میں منفرد مقام حاصل کر ē میں یقیناً کامران ٹھہرے گی۔ ایک نسبتاً مہجور تہذR مظہر کے بارے میں ایک نسبتاً متروک صنفِ سخن میں ایسے یادگار تخلیقی معرکے پر جناب ارشد محمودؔ شاد ہم & کے دلی سپاس کے سزاوار ہیں۔'' ۱۰

بساطِ سیا & پر # تہذیبوں کو و Ð نے زیر کیا تو علم دشمنی اور تہذ$ شکنی نے ظلمات کی وسیع اور کتاب کی تحقیر کی رتخ Ķ نی میں ایسے کئی ری*ب بھی شامل ہیں۔ ان ادوار کی نوحہ کنائی بھی ŀ آمیز لہجے اور پُر درد اسلوب میں بیان کر دی گئی ہے۔ اس نوع کے اشعار کا مطالعہ کرتے ہوئے ارشد محمودؔ شاد فی الواقع شادؔ دکھائی دیتے ہیں ہم اس رزمیہ بیان کا خاتمہ جس خیال سے کیا ہے وہاں حق کی طل پر + ی بقا کو آشکار کرتے ŀ کو حسنِ ظن اور میدی کو امید سے + ل ڈالتے ہیں۔ شعر 5 حظہ ہو:

رہا ان کا *قی نہ *م و Ķن

مرا اب بھی ہے *م لیوا جہان ۱۱

یہ شعر پڑھتے ہوئے دھیان میں بے اختیار اقبال کا یہ شعر ہے:

دلیلِ صبح روشن ہے ستاروں کی تنک *بی

افق سے آفتاب ابھرا Ḫ دورِ اُس خوابی ۱۲

اس کے بعد ان بعۂ روزگار اہلِ علوم وفنون کا ذکر خیر کیا Ḫ ہے جن کی رفعت، کتاب کی مرہونِ منت ہے اور جن کے اسماء وحالات رہتی د*-- ĶM کے لیے مینارۂ نور رہیں گے۔ ان میں متعدد مفکرین، مصلحین، شعرا، محدثین اور فلسفی وغیرہ شامل ہیں۔ 'کتاب' کو مرا ی حیثیت دیتے ہوئے اور اس کی ر[اہمیت وافاد$ بیان کرتے ہوئے علم وعرفاں کے سبھی آفتاب ومہتاب کتاب ہی کی روشنی سے فیض یاب ہوتے بتائے گئے ہیں اور لطف یہ ہے کہ اس علمی فضیلت کی یاد آوری کتاب ہی کی زبان سے بیان کی گئی ہے:

غرض علم و دانش کے & آفتاب

مری روشنی سے ہوئے فیض *یب ۱۳

اس کے بعد کے اشعار میں فضائلِ کتاب بینی کا مفصل بیان ہے اور اس میں ہر ہر زاویے سے حاصل ہونے والی فیض رسانی کا جائزہ ē کی کاوش کی گئی ہے اور یہ بتایا Ḫ ہے کہ عالم میں موجود ہر علم، کل آگہی، تمام افکار، خیالات، معلومات، معمولات کی نہج، عروج کا سفر سبھی

کچھ، کتاب ہی کے مرہونِ منت ہے۔اس مثنوی کا %0 ،عہدِ حاضر میں KI MI کی کتاب سے دُوری اور پہلوتہی کا نو> ہے۔کتاب کی ڈ نی، متاعِ کارواں لٹانے کی داستان نہا$ رقیق الفاظ اور پُر درد اسلوب میں سنائی گئی ہے۔اس مجرمانہ غفلت کے مرتکب ہونے والے افراد اور اس اغماض میں مبتلا ہونے والی اقوام کو کیا کیا محرومیاں حاصل ہوتی ہیں اور وہ کن کن مسائل میں مبتلا ہوتے ہیں،اس کا تجزیہ کیاHَ ہے۔کتاب سے ازسرِ تعلق کو استوار کرنے کی استدعا کی گئی ہے۔مثنوی کا %0ی شعرا یہ اعلان ہے جس کی حیثیت،''مشتری ہوشیا* ش'' *یہ ''پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی'' کی سی ہے۔

نگاہ خبردار ! ہشیار ہو

دل ڈ ہ ! آمادہ کار ہو !!

'مثنوی کتاب*۔ مہ' کا مطالعہ کرنے کے بعدٗ گاہ ذہن میں یہ خیال !*** ہے کہ ارشد محمودٗ شاد نے مثنوی ایسی متروک صنف کو ڈ ہ کرنے کی جس قدر کامیاب کاوش کی ہے اور جو سعادت ان کے حصے میں آئی ہے اس کا L قلم و کتاب سے اُن کا گہرا عشق ہے۔مثنوی کے موضوعات اور اس کے بیانیے کو دیکھا جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ صاحبانِ علم و ادب۔ ٔی حد- ان تمام امور سے پہلے ہی واقف ہیں، 1 وہ ۔ٔ بہ جس نے ارشد محمودٗ شاد سے یہ شاہکار تخلیق کرا*یہ۔غالباً کتاب سے وہ رشتہ خصوصی ہے جس کی شدت اوروں کے ۔*۔ت سے سوا ہے۔اس لیے کہ ۔*۔ت کی شدت،افکار کی پختگی اور خیالات کے رسوخ کے* (ہی تخلیقات وجود میں آتی ہیں۔فکری اعتبار سے مثنوی کا جا۔ٔہ لیا جائے تو اس کا موضوع ''کتاب*۔ مہ'' ایک آفاقی موضوع ہے۔آپ Z کی تکنیک کا استعمال ان کی جودتِ طبع کا مظہر ہے ۔# کہ مثنوی کو ذریعۂ اظہار بنا* تخلیقی + رت کا ثبوت ہے۔معاصر عہد میں مثنوی کو ذریعۂ اظہار بنا* تقریباً متروک ہو چکا ہے۔ان کے یہاں دونوں کو تکنیکی اعتبار سے نہا$ خوبی سے جمع کیاHَ ہے۔

فنی حوالے سے* ۔ت کی جائے تو بحرِ متقارب، سلا &لفظی + رت، ردائف و قوافی وغیرہ کے فن کارانہ استعمال سے ان کا فنِ شاعری کے دV لوازمات کے ساتھ ساتھ عروض پر دسترس کی عمدہ مثال ہے۔مشکل" اکیب سے اَ ۔ٔ کے* ۔ وجدان کے یہاں شاعری کا قدیم رنگِ اسلوب اپنی پوری چاشنی اور شان و شو ۔ سے رنگ بکھیر* دکھائی دیتا ہے۔مز+ یہ کہ سلا &لفظی کا حسن اپنی جگہ لیکن* شاد صا # Dِ ضرورت اور حسبِ حال پر شکوہ الفاظ مختلف مقامات پر اشعار کی صورت میں نگینوں کی طرح%ِ تے چلے جاتے ہیں۔

منطق اور ادب دونوں اس چیز سے روکتے ہیں کہ کسی نئی کاوش کا قدما کی کسی تحریر سے مقابلہ کیا جائے۔لیکن ایک نہا$ اہم نکتہ تمام آداب کی رعا$ کے* ۔ جو بیان کرٗ ضروری معلوم ہو* ہے۔مثنوی نویسی کے گذشتہ عہد کے حالات اس میں اس* ۔ت کی اجازت کا موقع دیتے* یہ خیال لانے سے مانع تھے کہ اس مقصد$ سے ہر موضوع پر کہا جائے اور یہی وجہ ہے کہ ماسوائے چند تبلیغی نوعیت کے مذہبی موضوعات کے، مثنوی اپنے دورِ عروج میں عمومی طور پر منظوم داستان گوئی کا نمونہ ہی پیش کرتی Ã آتی ہے۔اردو کی مشہورِ عالم مثنوی ''سحرالبیان'' کا موضوع بھی ایک مرu عشقیہ داستان ہے اور اس کا مقصد بھی شاہ کی خوشنودی اور تلذّذ کے سوا کچھ اور نہیں۔یہی حال ''گلزارِ نسیم'' کا بھی ہے۔اگر چہ اُردو ادب کی شعری* ریخ میں ہر دو مثنو*یں اپنے فضائل کے اعتبار سے بے مثال سرمایہ ہیں۔یہ الگ *۔ت ہے کہ متذکرہ مثنویوں کو اَ مقصد$ کے* بع رکھ کر دیکھا جائے تو { ئج مختلف ہو h ہیں۔اس کے ۔عکس ارشد محمودٗ شاد نے چوè

موجودہ ترقی یافتہ دور میں . + اور مصروف طرزِ ز+ گی کے حامل قار M سے تخاطب کیا ہے لہٰذا اس مثنوی میں اختصار اور مقصد $ ہر دو کا رس رچاؤ شامل ہے۔ یہ صرف ا ی- تن مردہ میں روح پھونکنا نہیں ہے بلکہ تنِ مردہ میں روحِ . + و مفید ڈالنا ہے۔ اس اعتبار سے اس کاوش کی افاد $ ، قبولیت، مقصد $ ، اسلوب، رعایتِ لفظی، افکارِ . + ہ، & ، زمانۂ حال کے قاری کے لیے ہیں۔ لہٰذا اس سے بھرپور استفادہ ممکن ہے اور یہی وہ واحد L ہے جو اسے د V مثنویوں میں ا ی- . اگانہ مقام دل+ ہے۔ کتاب دوستی کی روا $ کو از سرِ نو+ ہ کرتے ہوئے ڈاکٹر صا # نے بجا طور پہ کہا ہے:

> ''کتاب سے اَ ی* پ ئی اور بے گانگی روز بہ روز . ڈھنے لگی ہے۔ طلبہ، اسا+ ہ اور عام افرادِ معاشرہ & اِس کا شکار ہوتے جا رہے ہیں۔ تعلیمی اداراوں، مدارس و مکا $ ، کتب خانوں اور گھروں کا ماحول+ لنے لگا ہے۔ . + سائنسی آلات کے استعمال کا جنون نئی نسلوں کو اپنے تہذ R اور علمی ورثے سے دُور کر+ جا+ ہے۔ ان حالات میں لازم ہے کہ مٹتے ہوئے کتاب کلچر کو+ ہ ر p کی ہر ممکن سعی کی جائے۔'' ۱۵

خواہش کے درجے میں ا ی- * . ت پیش کی جاتی ہے کہ اس مثنوی کو شامل « ب کیا جائے اور اس نوع کے مز+ تجر* . ت د V اصنافِ Ä و Ž میں کیے جا N جن میں موضوع کا انتخاب بھی* . مقصد ہو تو شا+ ادب میں ا ی- نئے د ہ- ن کے خوش گوار آغاز کی داغ بیل ڈالی جا سکے۔

حواشی

١۔ علامہ اقبال، ہمالہ مشمولہ* . نگِ درا، مطبوعات شیخ غلام علی، لاہور، اشا (پنجم، ۱۹۸۵ء، ص ۷۔
٢۔ انتخاب کلامِ مومن، (مرتبہ) منور ہاشمی، ڈاکٹر، نیشنل . - فا+ C اسلام* . د، ۲۰۱۵ء، ص ۱۱۸۔
٣۔ المنجد العلام، (مرتبہ) محمود الحسن ساغر، فیروز Ü ، لاہور، ۱۹۹۹ء، ص ۵۱۸۔
٤۔ فلیپ مشمولہ: کتاب* مہ، ارشد محمو* شاد، سرمد اکادمی، ا- ، ۲۰۱۶ء۔
٥۔ کتاب* مہ، ارشد محمو* شاد، سرمد اکادمی، ا- ، ۲۰۱۶ء، ص ۲۲۔
٦۔ علامہ اقبال، مشمولہ* . لِ جبریل، مطبوعات شیخ غلام علی، لاہور، اشا (چہارم، ۱۹۸۳ء، ص ۲۔
٧۔ ۔میر درد (خواجہ)، کلیات میر درد، مجلس ت قی ادب، مرتبہ خلیل الرحمٰن داودی، لاہور، ۲۰۱۰ء، ص ۱۹۶۔
٨۔ کتاب* مہ، ارشد محمو* شاد، سرمد اکادمی، ا- ، ۲۰۱۶ء، ص ۲۴۔
٩۔ ایضاً، ص ۲۹۔
١٠۔ فلیپ مشمولہ کتاب* مہ، ارشد محمو* شاد، سرمد اکادمی، ا- ، ۲۰۱۶ء۔
١١۔ کتاب* مہ: ص ۴۶۔
١٢۔ علامہ اقبال، مشمولہ ، مطبوعات شیخ غلام علی، لاہور، اشا (چہارم، ۱۹۸۳ء، ص ۔
١٣۔ کتاب* مہ، ارشد محمو* شاد، سرمد اکادمی، ا- ، ۲۰۱۶ء، ص ۵۲۔
١٤۔ ایضاً۔ ص ۶۴
١٥۔ ارشد محمو* شاد (ڈاکٹر)، f ع مشمولہ کتاب* مہ، ایضاً، ص ۷۔